

تحریر: ڈاکٹر قمر آریان
فارسی سے ترجمہ: محمد نذیر رانجھا

فارسی زبان میں مسلم - مسیحی مناظراتی ادب

زیر نظر مقالہ ڈاکٹر قمر آریان کی تالیف ”پھر صبح در ادبیات فارسی [تہران: انتشارات معین (چاپ اول، ۱۳۶۹ھ ش)] کے ایک باب ”مناظرات و ردود بین متکلمین اسلام و فریق نصاریٰ“ کا ترجمہ ہے۔ ڈاکٹر آریان کی کتاب اُن کے تحقیقی مقالے (برائے ڈاکٹریٹ) پر مبنی ہے۔ کتاب کے مندرجات واضح طور پر تین حصوں میں تقسیم کیے جاسکتے ہیں۔ ایک حصے (باب ۸ تا ۱۸، نیز باب ۱۸-۱۹) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسیحیت کے بارے میں مسلم اور مسیحی نقطہ ہائے نظر کی وضاحت اور مسلم - مسیحی اختلافات کا بیان ہے۔ دوسرا حصہ (باب ۱۵ تا ۱۹) ایران اور ماوراء النہر میں مسیحیت کی مختصر تاریخ پر مشتمل ہے۔ تیسرے حصے (باب ۱۶-۱۷، نیز ۲۰-۲۱) میں، جو کتاب کا اہم ترین حصہ ہے، فارسی زبان و ادب میں مسیحیت کے حوالے سے آنے والے الفاظ و تراکیب، امثال و حکم اور حکایات و روایات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس حصے کا ایک باب حضرت عیسیٰ اور مسیحیت کے بارے میں فارسی زبان کی ۳۳ اہم ترین کتابوں کے اقتباسات پر مشتمل ہے۔

ڈاکٹر قمر آریان نے اپنے مقالے میں ایران اور ماوراء النہر کے فارسی ادب کے حوالے سے گفتگو کی ہے اور برصغیر میں جنم لینے والا فارسی ذخیرہ نظم و نثر اُن کے دائرہ تحقیق سے باہر رہا ہے۔ زیر نظر مقالے میں ایران سے باہر لکھی گئی اور چھپی ہوئی جن اکاڈک کتابوں کا ذکر آیا ہے وہ بالواسطہ ایران سے تعلق رکھتی ہیں۔ مدیر

ایران کے ادب و ثقافت میں مسیحی اثرات کے جائزے کے لیے اہم ذریعہ وہ مناظرے اور مباحثے ہیں جو مسیحی فضلاء اور ایران کے متکلمین کے درمیان ہوئے۔ یہی مناظرے بعد ازاں مسیحیت کے بارے میں متعدد کتابوں اور رسائل کی تالیف پر منتج ہوئے۔ ایک طرف مسیحی فضلاء اور متادوں نے اپنے مذہب کی اشاعت و تبلیغ میں حصہ لیا ہے اور دوسری جانب ایرانی علماء مسیحی عقائد و آراء کی تردید و جرح میں مصروف رہے ہیں۔ دونوں گروہ اپنے اپنے عقائد کی تائید میں کتابیں لکھتے ہیں۔ اس طرح فارسی زبان میں اہم کتب و رسائل کا ایک بڑا ذخیرہ وجود میں آ گیا ہے۔ اس میں سے بعض کتابیں مسیحیت

کی تردید میں، میں اور بعض مسیحیت کی دعوت و تبلیغ اور مسیحی دین کی مدافعت میں ہیں۔ اسلام سے پہلے زر تہستی موبدوں نے نفوذ مسیحیت کے مقابلے میں بظاہر دلائل و براہین سے زیادہ شدت اور خشونت کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس فضا میں جو کتابیں اور رسائل لکھے گئے، ان میں سے آج کوئی باقی نہیں۔ مرقیوں، بردیصان، مانی، مزدک اور ان کے پیروکاروں کی تحریریں اس موضوع پر تھیں جن کا اب کوئی وجود نہیں۔ ان مذاہب کے پیروکار ایک حد تک، چھل کہ مسیحیت سے واقف تھے، اس لیے اگر ان کی کتابوں میں مباحثات اور اختلافات کا ذکر تھا، تو ان کی نوعیت متصوف مسیحیوں، نیز ان کے مختلف فرقوں کے بارے میں ان کی آراء کی تھی۔ بہر حال یہی کتابیں اور رسائل قدیم ترین تحریریں تھیں جو بظاہر مسیحیت کے حوالے سے ایران میں وجود میں آئیں۔

مسیحی فضلاء اور ایران کے اہل فکر اور متفکین کے درمیان جو قدیم ترین ماخذ بحث و مناظرہ کا ذکر کرتا ہے، وہ پہلوی زبان کے رسالہ "سکند نیک و چار" کی ایک خوبصورت فصل ہے۔ اس فصل میں مسیحی عقائد پر دقیق اور عمدہ تنقید ہے اور مسیحی عقائد کے تمام اصول و مبادی کی محنت سے تردید کی گئی ہے۔ اعتراضات میں منجملہ دوسری باتوں کے حضرت مریم علیہا السلام پر [نعوذ باللہ] بدکاری کی تسمت لگائی گئی ہے اور مسیحیوں کے اس دعوے کا مذاق اڑایا گیا ہے کہ وہ روح القدس سے حاملہ ہوئی تھیں (ص ۸-۴) اور مسیحی فضلاء کے اس دعویٰ کی تردید کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خداوند ہیں۔ مجھا گیا ہے کہ اگر خدا کی ولادت ممکن ہے تو اُسے موت سے بھی مفر نہیں۔ (ص ۳-۳۱) اس کے علاوہ اگر موت خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اپنے اختیار میں تھی تو پھر ان کے قاتلوں کو قصور وار اور گناہ گار نہیں سمجھنا چاہیے (ص ۳۳-۳۵)۔ اسی طرح تثلیث کے اعتقاد اور شفاعت و کفارہ کی تردید کی گئی ہے اور کسی ایک کو بھی پسندیدہ اور کافی نہیں سمجھا گیا۔ (ص ۳۶-۵۰) انجیلوں کی بعض عبارتوں پر بھی بحث و جرح کی گئی ہے (ص ۷۱-۱۰۷) اور ان کی بعض دوسری عبارتوں سے زر تہستی مذہب کے حق میں استشہاد کیا گیا ہے۔ (ص ۱۰۸-۱۵۴)

یہ پہلوی رسالہ عمد اسلامی کے آثار میں سے ہے اور اس کی ایک فصل میں مسلمانوں کے عقائد کے بارے میں بھی بحث کی گئی ہے، تاہم اس سب کچھ کے باوجود یہ رسالہ ان مباحثوں کا نمونہ ہے جو قبل از اسلام ایران کے موبدوں اور مسیحی متفکین کے درمیان جاری تھے۔ اس رسالے کا فرانسیسی ترجمہ د مناش (J. De Menasse) نے شرح و تفسیر اور محققانہ مقدمے کے ساتھ شائع کیا ہے۔ ترجمے کے ساتھ پہلوی متن لاطینی رسم الخط میں نقل کیا گیا ہے۔ مسیحی عقائد کی تردید سے متعلق فصل کو د مناش کی اشاعت میں پسند رہوں فصل کے تحت اور "حواشی" کے ضمن میں مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

مسلمانوں کو عبور اسلام کے ساتھ ہی مسیحیوں سے پالا پڑا اور مسلمان مسیحیوں سے بحث و مناظرہ کرنے لگے تھے۔ مسیحیوں کے بعض عقائد و مبادی مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے "ابن اللہ" ہونے، تثلیث

اور حضرت عیسیٰ ﷺ کی مصلوبیت کی تردید، قرآن میں پوری صراحت کے ساتھ آئی ہے۔

ماکان للہ ان یتخذ من ولد سبحانہ اذا قضیٰ امرأ فانما یقول لہ کن فیکون
(مریم: ۲۵)

[خدا کو سزاوار نہیں کہ کسی کو بیٹا بنا لے۔ وہ پاک ہے جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے
تو اس کو یہی کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہوجاتی ہے۔]

لقد کفر الذین قالوا ان للہ ثالث ثلاثہ وما من الہ الا الہ واحد (مائدہ: ۷۲)
[وہ لوگ (بھی) کافر ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ خدا تین میں کا تیسرا ہے، حالانکہ
اس معبود یکتا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔]

وقولہم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وما قتلوه وما صلبوه ولكن
شبه لهم (نساء: ۱۵۷)

[اور یہ کہتے کے سبب کہ ہم نے مریم کے بیٹے مسیح کو جو خدا کے پیغمبر (بھیلائے) تھے،
قتل کر دیا ہے، اور انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا بلکہ ان کو
اُن کی سی صورت معلوم ہوئی]

مشکلین اسلام نے مسیحوں کے عقائد و افکار میں زیادہ بحث و تحقیق ہے اور انہوں نے متعدد
کتب و رسائل تالیف کیے ہیں۔ حضرت عیسیٰ ﷺ کو "ابن اللہ" "جاننا ان عقائد میں سے ہے جن پر
مسلمانوں نے خوب گرفت کی ہے، کیوں کہ توحید جو خدا کے لیے کسی "ہمسر"، "شریک"، "بیٹے" یا
باپ کی قائل نہیں ہے، غیر واضح تثلیث کے تحت ہرگز نہیں آتی۔" رسالہ رد نصاریٰ " جس کے مؤلف
کا نام معلوم نہیں، ابوالبقا کی کتاب "تجہیل" سے افذ و اقتباس اور قدرے اس کی تفصیل پر مبنی ہے۔
اس رسالے میں کہا گیا ہے کہ تورات میں تمام بنی اسرائیل کو "ابنائے خدا" اور سب مصریوں کو
"ابنائے فرعون" کہا گیا ہے۔ جب تمام اسرائیلی خدا کے بیٹے تھے تو ان پر حضرت عیسیٰ ﷺ کی فضیلت
کیسی؟

در حقیقت "ابن" اور "اب" کے الفاظ ہمارا استعمال ہوئے ہیں۔ یہ نکتہ نظر انداز کرنے سے
مسیحوں کو اشتباہ ہوا ہے۔ [اس رسالے میں] مزید کہا گیا ہے کہ انجیل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ
حضرت عیسیٰ ﷺ خدا کی طرف نسبت فرزندگی کو اپنے لیے خاص نہ سمجھتے تھے، اور اپنے تمام پیروکاروں،
بلکہ سارے بنی نوع انسان کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ انجیل میں آیا ہے: "لوگوں کی غلطیاں معاف کر دیا کرو
تا کہ تمہارا آسمان والا باپ تمہارے گناہ بخش دے۔" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امت کے گناہ گاروں کو
بھی خدا کے بیٹے کہا گیا ہے۔ پولوس، تمام دوسرے رسولوں اور حضرت عیسیٰ ﷺ کے حواریوں کے کلام
میں اس طرح کے بہت سے اقوال ہیں۔ ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ ان جگہوں پر "ابن" اور "اب"
کے الفاظ ہمارا استعمال ہوئے ہیں اور ان کا مفہوم حقیقی نہیں۔ اس بنیاد پر مسیحی جو دعویٰ کرتے ہیں کہ

حضرت عیسیٰ ﷺ خدا کے بیٹے ہیں، غلط ہے۔ یہ بات "انجیل" سے صراحتاً معلوم نہیں ہوتی یا "انجیل" سے اس عقیدے یا رائے کا استنباط اشکال سے خالی نہیں۔ انجیل میں حضرت عیسیٰ ﷺ کے بارے میں "رب" اور "اللہ" کے جو الفاظ آئے ہیں، مسلمانوں کے نقطہ نظر سے یہ بھی اُن الفاظ میں سے ہیں جن کے سمجھنے میں مسیحیوں سے غلطی ہوتی ہے۔ بجائے اس کے کہ ان الفاظ کو مسیحی مجازی معنی میں لیتے، انہوں نے ان الفاظ کا حقیقی مفہوم لیے لیا۔ "رب"، "اللہ"، "پروردگار"، "مربی"، "حاکم اعلیٰ" اور "مالک" اس طرح کے الفاظ قوم کے رئیس و سردار اور مربی و معلم کے لیے بطور تعظیم و تجلیل استعمال ہوتے ہیں، لیکن یہ اسی [مجازی] حد اور اسی معنی تک مشروط ہیں اور ان کا تعلق مطلق و حقیقی مفہوم سے ہرگز نہیں۔

تورات میں خداوند حضرت موسیٰ ﷺ سے کہتا ہے کہ میں نے تمہیں فرعون کا "اللہ" بتایا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں نے تمہیں فرعون پر مسلط و حاکم بنایا ہے۔^۲ اور شمعون کہتے ہیں: "خداوند نے مسیح کو رب قرار دیا ہے۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ خداوند نے حواریوں کے کام کی تدبیر حضرت عیسیٰ ﷺ کے ہاتھ میں دے دی۔ اگر حضرت عیسیٰ ﷺ رب اور پروردگار ہوتے تو اس کا کیا مطلب ہوا کہ خداوند نے انہیں "پروردگار" بنایا۔^۳ حضرت عیسیٰ ﷺ کی خدائی کے معنی کی شرح میں یوحنا کی انجیل میں منقول ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰ ﷺ یروشلیم میں حضرت سلیمان کے سابقان تلے تشریف فرما تھے۔ یہود اُن کے پاس آئے اور انہیں گھیرے میں لے لیا۔ پھر انہوں نے پتھر اٹھا لیے تاکہ انہیں سنگسار کر دیں۔ پھر اُن سے مخاطب ہوئے کہ تم کب تک ہمیں مصیبت اور عذاب میں مبتلا رکھو گے۔ حضرت عیسیٰ ﷺ نے فرمایا: "میں نے تمہیں نیک کاموں کی تعلیم دی۔ کیا تم مجھے اس لیے سنگسار کر رہے ہو کہ میں نے تمہیں بھلے کاموں کی تعلیم دی؟ یہود کہنے لگے کہ ہم تمہیں اس لیے پتھر مار رہے ہیں کہ تم اپنے آپ کو "حقیقی خدا" کہتے ہو۔ حضرت عیسیٰ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے مذہب میں یہ مذکور نہیں کہ "میں نے تجھے خداوند بنایا"۔ جب ایک گزری ہوئی قوم، کلام الہی کا مخاطب ہونے کی وجہ سے "خداوند" کہلانے کی روا سمجھی گئی تو ایک ایسے فرد کو جسے خداوند نے مژدہ بنا کر بھیجا ہے، اس طرح کیوں نہیں کہا جاسکتا۔ (یوحنا: ۱۰: ۲۳-۳۰)

اس حکایت سے یوحنا اور حضرت عیسیٰ ﷺ کے قول کا واضح مفہوم یہی بدتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ﷺ پر لفظ "خداوند" کا اطلاق اسی طور پر ہوتا ہے، جس طرح یہ لفظ بنی اسرائیل کے قدیم حکماء و علماء کے لیے مستعمل رہا ہے۔^۴ اس طرح مسیحیوں سے غلطی ہوتی ہے کہ انہوں نے انجیل سے الوہیت مسیح مستند کر لی اور اس کے معتقد ہو گئے۔

در حقیقت سب سے بڑا اعتراض جو مسلمان مسیحیوں پر کرتے آئے ہیں، وہ یہی نکتہ ہے۔ مسلمانوں کے خیال میں انجیل سے حضرت عیسیٰ ﷺ کی "عبدت" واضح ہوتی ہے، تاہم دوسرے مباحث

بھی ہیں جن میں مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان اختلاف و مناقشہ رہا ہے۔ مثال کے طور پر احمد [اصلی] اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے انجیل کی شہادت اور بشارت، نیز حضرت عیسیٰ ﷺ کے مصلوب ہونے کے واقعے کے بارے میں مسیحیوں کا جو عقیدہ ہے، وہ مسلمانوں سے بہت مختلف ہے۔ مسلمان انجیل کی تحریف کے قائل ہیں اور مسیحی فطری طور پر اس کا دفاع کرتے ہیں۔ یوں دو طاقوں کے درمیان جھگڑوں کا سلسلہ شروع ہوا جس کی اپنی مفصل کہانی ہے۔ اپو کریفا کا وجود ان مسائل کا حصہ ہے۔

تحریف انجیل

اناجیل کی تحریف ثابت کرنے کے لیے متکلمین نے جو دلائل دیے ہیں، ان میں اناجیل کے اندر موجود تناقضات ہیں، یعنی اناجیل کے مطالب باہم مطابقت نہیں رکھتے۔ بعض جگہ ان میں تناقض و تعارض ہے اور یہ بات اناجیل کا اندازہ کرنے سے بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔ مسلمان اس تناقض کو اس بات کی دلیل سمجھتے ہیں کہ موجودہ اناجیل حقیقی انجیل نہیں جو خداوند تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ ﷺ پر نازل ہوئی تھی، لہذا ناچار موجودہ اناجیل پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

انجیل جس پر مسیحیوں کو اعتماد ہے، ایک نہیں بلکہ چار ہیں جو سب ہی حضرت عیسیٰ ﷺ کے بعد ایک دوسرے سے الگ زبانوں اور مختلف مقامات پر لکھی گئی ہیں۔ مزید برآں ان کے درمیان تضاد، تناقض اور اختلاف ہے اور ہر ایک میں کچھ ایسے قصے اور حکایات ہیں جو دوسری اناجیل میں نہیں۔ چار افراد میں سے دو یعنی مرقس اور لوقا جن کی طرف یہ انجیلیں منسوب ہیں، حضرت عیسیٰ ﷺ کے ۱۲ اصحاب (حواریوں) میں شامل نہیں، اور انہوں نے اپنی انجیلوں میں جو بیان کیا ہے، دوسروں سے نقل کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان کی اناجیل یعنی انجیل مرقس اور انجیل لوقا خدا کی طرف سے نہیں ہیں۔

انجیل متی اور انجیل یوحنا کے درمیان بھی اختلاف اور تناقض ہے جو ان کے مستند ہونے کی نفی کرتا ہے۔ ایک تناقض حضرت عیسیٰ ﷺ سے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی ملاقات کی حکایت ہے۔ یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح یوحنا بپتسمہ دینے والے کے پاس گئے تاکہ اُس سے بپتسمہ پائیں۔ جب یوحنا نے انہیں دیکھا تو کہا کہ ”دیکھو یہ خدا کا برہ ہے جو دنیا کا گناہ اٹھالے جاتا ہے۔ یہ وہی ہے جس کی بابت میں نے کہا تھا کہ ایک شخص میرے بعد آتا ہے جو مجھ سے مقدم ٹھہرا ہے۔ کیوں کہ وہ مجھ سے پہلے تھا۔ (یوحنا: ۱: ۲۹)، لیکن ”متی“ اور ”لوقا“ کا بیان یوحنا کے قول کے مخالف ہے۔ متی کہتے ہیں کہ جب یوحنا بپتسمہ دینے والے نے حضرت مسیح کو دیکھا تو کہا۔ ”میں اس بات کا محتاج ہوں کہ تمہارے ہاتھ سے بپتسمہ لوں، تم کس لیے میرے ہاتھ سے بپتسمہ لینے آئے ہو؟“ متی مزید کہتے ہیں کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے نے ایک شخص کو حضرت عیسیٰ ﷺ کے پاس بھیجا اور دریافت کیا کہ ”وہ مسیح ہے آتا ہے، کیا وہ تم ہی ہو یا ہم کسی اور کا انتظار کریں۔“ یہ ہے متی کا بیان جو اُس بیان سے بہت مختلف ہے جو

یوحنا نے نقل کیا ہے۔ مرقس اس ضمن میں کچھ نہیں کہتے۔ اس بحث سے ظاہر ہے کہ ان اقوال کے درمیان بہت زیادہ تناقص ہے۔ "یوحنا کی انجیل" میں یوحنا بہتہ دینے والے کو یقین ہے کہ حضرت عیسیٰ ہی صبح ہیں اور اس بات کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ ان سے سوال کریں، لیکن "متی کی انجیل" کے مطابق انہیں یقین نہیں اور اس بات کی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ قید خانے سے کسی کو حضرت عیسیٰ ﷺ کے پاس بھیجیں اور ان سے دریافت کریں کہ آیا وہ "صبح" ہیں یا نہیں؟ اور "مرقس کی انجیل" میں قصے کا کوئی ذکر نہیں۔ اور یہ امر ناچار بدگمانی کے پیدا ہونے کا سبب اور شک کا دروازہ کھولنے کا موجب بنتا ہے اور انجیل کو بالکل کمزور اور بے اعتبار بنا دیتا ہے۔^۸

اسی طرح حضرت عیسیٰ ﷺ کو صلیب دیے جانے کے ذکر میں متی کا بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ ﷺ کو صلیب دی گئی تو اس کے ساتھ دو ڈاکو مصلوب ہوئے۔ ایک دہنے اور ایک بائیں — [اور یہ ڈاکو ابھی راہ چلنے والے سود کے ساتھ حضرت عیسیٰ ﷺ پر لعن طعن کرتے تھے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے (متی ۲۷: ۳۸-۴۰)] لیکن لوقا کا بیان اس سے مختلف ہے۔ لوقا کے مطابق ان دو ڈاکوؤں میں سے ایک حضرت عیسیٰ ﷺ کا مذاق اڑاتا تھا جب کہ دوسرا اپنے دوست کو حضرت عیسیٰ ﷺ کا مذاق اڑانے سے روکتا تھا، اور اُسے کہتا تھا کہ "تو خدا سے بھی نہیں ڈرتا؟ ہم اپنے کاموں کا بدلہ پارہے ہیں لیکن اس شخص نے کوئی برا کام نہیں کیا، پھر اُس نے حضرت عیسیٰ ﷺ سے کہا کہ "اے خداوند جب تو اپنی بادشاہی میں آئے تو مجھے یاد کرنا۔ حضرت عیسیٰ ﷺ نے اُس سے کہا کہ تو آج ہی میرے ساتھ بہشت میں ہوگا۔ (لوقا ۲۳: ۳۹-۴۳)

مرقس اور یوحنا میں سے کسی نے یہ واقعہ ذکر نہیں کیا۔ اگر اس طرح کا کوئی واقعہ رونما ہوا ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ مشہور نہ ہوتا اور اگر یہ واقعہ مشہور و معروف تھا تو مرقس اور یوحنا نے اسے کیوں چھوڑ دیا ہے اور نقل نہیں کیا؟ جب انہوں نے یہ واقعہ چھوڑ دیا تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ انہوں نے انجیل کے بہت سے دوسرے واقعات حذف نہ کیے ہوں گے۔^۹

بہر حال ان نکات اور بہت سے دوسرے امور کی بنیاد پر مسلمانوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ انجیل محرف ہیں اور انجیل کے تقابلی مطالعے سے انہوں نے متعدد دلائل فراہم کیے ہیں جو انجیل کے مندرجات کی کمزوری اور باہمی تناقص پر دال ہیں اور ان سے انجیل میں تحریف کے احتمال کی تائید ہوتی ہے۔

نسیبی فرقوں کے ساتھ مسلمانوں کے مناظروں اور مباحثوں کی تحقیق کی غرض سے ذیل میں مشہور کتابوں اور رسائل جو دونوں طرف سے ایک دوسرے کے عقائد کی تردید و جرح میں لکھے گئے، پر مشتمل ایک مختصر فہرست دی جاتی ہے۔ ان کتابوں کے مندرجات کا خلاصہ بھی دی ہے جو اوپر مختصراً بیان کر دیا گیا ہے۔ کتابوں کی فہرست یہ ہے۔

- ۱- رسالہ فی الرد علی النضاری (عربی) ابو عثمان عمرو بن بحر ماخط (م ۳۵۵ھ) — ماخط کے مجموعہ رسائل ("رسالہ ذم الاطلاق"، "الکتب" اور "رسالہ فی القیان") کے ساتھ ۳۳۳ھ میں قاہرہ سے طبع ہوا۔
 - ۲- الرد الجلیل علی من غیر التوراة والا انجیل (عربی) ابو حامد غزالی — اس کتاب کو بقاعی نے "الاقوال القویہ" میں امام غزالی کی طرف منسوب کیا ہے۔ کشف الظنون (جلد اول، ص ۸۳۷) سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی ظلیف نے یہ کتاب خود نہیں دیکھی تھی۔
 - ۳- رسالہ فی المناظرہ بین المسلمین والنضاری و ذکر اسکتھم [عربی] امام علامہ نجم الدین مختار بن محمود الزہدی (م ۶۵۸ھ) کے اس رسالہ کا کشف الظنون (جلد اول، ص ۸۹۳) میں ذکر آیا ہے۔ بظاہر یہ رسالہ اسی مصنف کے "الرسالۃ الناصریہ" کا تیسرا باب ہے۔ "الرسالۃ الناصریہ" برکہ خان چنگیزی کے لیے لکھا گیا تھا۔ اس کا پہلا باب حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے اثبات میں ہے، دوسرا باب اُن کی نبوت کا انکار کرنے والوں اور اُن کے شکوک رفع کرنے سے متعلق ہے اور تیسرا مسیحیوں اور مسلمانوں کے درمیان مناظرے پر مبنی ہے۔
 - ۴- انجیل لمن بدل التوراة والا انجیل [عربی] — ابوالعباس احمد بن ابی الحسن عبد اللطیم عبدالسلام معروف بہ ابن تیمیہ حرانی (م ۷۲۸ھ) دیکھیے: کشف الظنون جلد اول، ص ۳۷۹
 - ۵- ہدایۃ النضاری فی اجوبۃ الیہود والنضاری [عربی] — ابن قیم الجوزیہ (م ۷۵۱ھ) یسود اور مسیحیوں کا رد ہے۔
 - ۶- الصراط المستقیم و مخالفتہ اصحاب الحمیم [عربی] — ابن تیمیہ حرانی، یسود اور مسیحیوں کی تردید میں ہے۔
 - ۷- الجواب الصحیح لمن بدل دین السیح [عربی] — ابن تیمیہ حرانی، تالیف ۷۲۲ھ۔ "کشف الظنون" میں اس کا نام "بیان الجواب الصحیح لمن بدل دین السیح" لکھا گیا ہے۔
 - ۸- تجلیل من حرف الانجیل [عربی] — امام ابوالقاسم صالح بن حسین الجعفری
 - ۹- المنتخب الجلیل فی تجلیل من حرف الانجیل — ابوالفضل المالکی السعودی (م ۹۳۲ھ)
 - ۱۰- کتاب مصقل صفا در تجلیہ و تصفیہ آئینہ حق نما [فارسی] — سید احمد بن زین العابدین العلوی العالمی اصفہانی — آئینہ حق نما (تالیف رُوم شور، مطبوعہ لیڈن ۱۶۳۹ء) کی تردید میں ہے۔
- ۱۰۳۲ھ میں لکھی گئی "کتاب مصقل صفا" شاہ عباس صفوی کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کی گئی ہے۔ مقدمہ میں مؤلف لکھتا ہے کہ اس نے پہلے بھی مسیحیوں اور یسود کی تردید میں کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک "الواع الہدایۃ فی رد الشبۃ النضاریہ" ہے جو مسیحیوں کی تردید میں ہے۔ اُن کی ایک

*مصطفیٰ ابوالنصر الطبری کی تحقیق و کوشش سے ۱۹۸۸ء میں مکتبہ السوادیہ جدہ سے شائع ہوئی۔ ۳۷۶ ص (مترجم)

اور کتاب "صواعق الرحمن" یہود کے مذہب اور تورات میں تحریف کے بارے میں ہے۔
 ۱۰۳۳ء میں دو مسیحی پادریوں شوآن (Juan) اور بریو (Brio) نے مولف کو کتاب "آئینہ حق نما" دکھائی جو تثلیث کے اثبات میں لکھی گئی تھی۔ مولف نے اس کتاب کا جواب لکھنے کا ارادہ کر لیا۔
 "اللوائح الربانية" میں بھی مولف کا مقصد اناجیل کا رد کرتے ہوئے انہیں محرف ثابت کرنا ہے۔ آخر
 الذکر کتاب میں مولف نے لکھا ہے کہ خواب میں اُسے حضرت امام الہمدی کی زیارت ہوئی ہے اور امام
 الہمدی نے اُسے کتبِ نصاریٰ کی تردید پر مامور کیا ہے، تاہم قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کتاب
 مولف سید احمد بن زین العابدین کے پاس تھی، وہ "منتخب آئینہ حق نما" تھی، نہ کہ اصل "آئینہ حق
 نما"۔ "کتاب مصقل صفا" مسیحوں کی توجہ کا مرکز رہی ہے اور اُن کی طرف سے دو بار اس کا سخت جواب
 لکھا گیا ہے۔ پہلی بار ۱۶۲۸ء میں بونا و انتورمال والیا (Bona Venture Malvalia) اور دوسری
 بار فلپو گواداگنولو (Philippo Guadagnolo) نے لکھا جو ۱۶۳۱ء میں روم سے چھپا ہے۔^۱

۱۱- آئینہ حق نما [فارسی] ژروم شویر (Jerome Xavier) — اس میں مسیحی دین کی وضاحت اور
 اسلام پر اُس کی فوقیت ثابت کی گئی ہے۔ شویر یسوعی (Jesuite) پادری تھا جو ۱۵۱۱ء میں تبشیری
 خدمات کے لیے گوا (ہندوستان) گیا اور اسی شہر میں ۱۶۱۷ء میں فوت ہوا۔ اُس کی عمر کا بڑا حصہ جلال
 الدین اکبر کے دربار میں گزارا جہاں گنیر کے ہاں بھی اس کا آنا جانا تھا۔ اُس کی توثیق پر اکبر نے
 مسیحیت کی اہم کتابوں کے فارسی ترجمے میں دلچسپی لی۔ پادری شویر نے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات
 میں "آئینہ حق نما" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں شریعتِ محمدی کا انکار اور مسیحیت کی
 حقانیت ثابت کی ہے۔ کتاب فرہنگی پادری اور ایک دانا شخص (جس سے دربار میں اُس کی ملاقات ہوئی
 تھی) کے درمیان مکالمے کے انداز میں لکھی گئی ہے۔ گاہے گاہے ایک "ملا" بھی گفتگو میں شامل ہو
 جاتا ہے۔ کتاب کے پانچ ابواب ہیں اور ہر باب کی متعدد فصلیں ہیں۔ کتاب ۱۶۰۹ء میں تالیف ہوئی تھی
 اور بظاہر ۱۶۰۳ء [مذا؟ ۱۶۱۳ء] میں اشاعت کے لیے تیار تھی۔ یہی کتاب جلال الدین اکبر کے عہد
 میں، اور بظاہر اُس کے فرمان پر، ایک ہندوستانی فاضل عبدالستار بن قاسم لاہوری نے مولف کی مدد سے
 فارسی میں ترجمہ کی۔ اس ترجمہ کے نسخے ملتے ہیں۔ ایک نسخہ بلیوٹک ناسیونال پیرس میں موجود ہے۔
 گمانِ غالب ہے کہ اس کے نسخے دنیا کے دوسرے کتاب خانوں میں بھی موجود ہیں۔

خود مولف نے جہاں گنیر کے لیے "آئینہ حق نما" کا خلاصہ تیار کیا اور اُسے "منتخب آئینہ حق نما"
 کے نام سے جہاں گنیر کو بطور ہدیہ پیش کیا۔ اسی کتاب کا جواب سید احمد بن زین العابدین اصفہانی نے
 لکھا اور اُسے "مصقل صفا در تجلیہ و تفسیہ آئینہ حق نما" کا نام دیا۔ اصفہانی نے سخت جواب دیا ہے۔ اس
 کے دوستوں میں سے ایک نے ۱۰۲۶ھ میں ایک کتاب "آلائش حای مصقل صفا" اُس کے رد میں
 لکھی۔ اُس نے دلیل دی ہے کہ سید احمد بن زین العابدین نے اصل کتاب "آئینہ حق نما" نہیں دیکھی

تھی، بلکہ اُس نے جو کچھ لکھا، وہ "خلاصہ آئینہ حق نما" پر تکلیف کرتے ہوئے لکھا۔"

۱۲- کتاب اللوامع الربانیہ فی رد شہتہ النصرانیہ (فارسی) — یہ کتاب سید احمد بن زین العابدین علوی (العالمی) نے ماہ محرم ۱۰۳۱ھ میں لکھی۔ وہ اس کے مقدمہ میں لکھتا ہے: "چوں کہ بعض فریجی مسیحی پادری حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے منکر اور انجیل میں کسی تحریف کے قائل نہیں۔ اُن کا جواب میں اس رسالے میں دے رہا ہوں۔ مؤلف مزید کہتا ہے کہ: "[معارض] کی باتیں اُسی کی عبارت میں نقل کی ہیں اور زبور و تورات، نیز متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی اناجیل، جیسی آسمانی کتابوں سے، جو اُن کے نزدیک معتبر ہیں، ان کی تردید کی ہے۔"

۱۳- سیف المؤمنین فی قتال المشرکین (فارسی) — شاہ سلطان حسین کے عہد میں نو مسلم علی قلی نے مولانا نے فاضل ہباء الدین محمد کے حکم پر یہود اور مسیحیوں کے رد میں یہ کتاب لکھی اور ثابت کیا کہ کتاب "پیدائش" کے عبرانی، یونانی اور لاطینی متون میں باہم اختلاف پایا جاتا ہے اور اس کتاب میں تحریف واقع ہوئی ہے۔ مؤلف بیان کرتا ہے: "میں مسیحی پادری تھا۔ میں نے اسلام قبول کیا اور جب دیکھا کہ تورات کا عربی ترجمہ درست نہیں، تو اصل لاطینی کے مطابق اس کی تصحیح کی تاکہ مسیحیت کا رد ہو۔" اس کتاب میں توراہ کے بعض حصوں کا ترجمہ اور شرح کی گئی ہے، اور ان پر اعتراضات کیے گئے ہیں۔ دوسرے نسخوں کے علاوہ اس کتاب کا ایک نسخہ کتب خانہ دانش گاہ تہران (دیکھیے: فرست دانش پڑوہ، جلد سوم، بخش یکم، ص ۵۸۵، شماره ۶۵۲) اور ایک کتاب آستان قدس (شمارہ ۷۵۹) میں ہے۔

۱۴- ارشاد المصلین فی اثبات نبوة قائم النبیین — محمد رضا بن محمد امین ہمدانی کی تالیف ہے۔ فتح علی شاہ کے دور میں مسیحی مبلغ ہنری مارٹن کی تردید میں لکھی گئی۔ مقدمہ کتاب میں مؤلف لکھتا ہے: "مومنوں کو ہدایت، اگرچہ ظاہر میں دلیل و برہان سے ملتی ہے، مگر حقیقت میں یہ توفیق ایزدی پر موقوف ہے۔" مؤلف بحث و تحقیق اور اناجیل کی عبارتیں نقل کر کے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ انجیل کی واضح ہدایت کے مطابق حضرت عیسیٰ ﷺ نے فرمایا ہے۔ "میں جا رہا ہوں اور میرا جانا تمہارے لیے بہتر ہے، کیوں کہ جب تک میں نہ جاؤں گا "روح یقین" اور "فارقلیط" نہیں آئے گا، اور وہ تمہارے لیے مجھ سے بہتر ہے۔۔۔۔" "روح یقین" اور "فارقلیط" سے مسیحیوں کا روح القدس مراد لینا کوئی وزن نہیں رکھتا۔"

۱۵- مفتاح النبوة (فارسی) — یہ حاجی محمد رضا نے مصطفیٰ ہمدانی منقطع بہ کوثر (علی شاہ) متوفی ۱۲۳۷ھ کا رسالہ ہے جو اس نے فتح علی شاہ کے فرمان سے نبوت خاصہ کے اثبات میں تالیف کیا ہے۔ انگریز مبشر ہنری مارٹن کی ملغ سازئیوں اور شہادت کو خاص طور پر پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اس کتاب کی کافی شہرت ہے اور قائم مقام فرہانی نے اس پر ایک مقدمہ بھی لکھا ہے۔ کتاب تہران سے لیتھو میں چھپی ہے۔

۱۶- انگریز راہب ہنری مارٹن نے پادری فیلیپ کی اسلام کے خلاف کتاب پر اضافہ کر کے ایک رسالہ لکھا اور مسلمانوں میں تقسیم کیا۔ اس رسالے کی اشاعت پر مسلمان علماء سخت برہم ہوئے اور اس کا جواب

دینے میں لگ گئے۔ پہلے ملا احمد بن محمد ممدی زراقی نے نائب السلطنت عباس مرزا کے ایہاء پر اس کی تردید میں ایک کتاب "سیف اللہ" لکھی جس میں تورات کی عبرانی عبارتوں سے استشاد کرتے ہوئے ہنری مارٹن کا رد کیا گیا ہے۔ ملا احمد نے یہ کتاب ۱۲۳۳ھ میں مکمل کی اور مقدمہ میں قلع علی شاہ کی ستائش کی ہے۔ ۱۳۶۷ھ میں تہران سے لیتھو پر طبع ہوئی ہے۔

ملا احمد بن محمد ممدی زراقی کے علاوہ [علاوہ] شیعہ فقہاء میں سے ملا محمد تقی کاشانی نے جو عبرانی اور سریانی زبانوں سے واقف تھے، ہدایتہ المسترشدین کے نام سے ہنری مارٹن کے رسالے کا جواب لکھا۔ یہ کتاب ۱۳۱۲ھ میں تہران سے لیتھو پر طبع ہوئی۔

۱۷۔ ینا بیع الاسلام (فارسی) — مسیحی مبلغ سینٹ کلیر ٹسڈل (Saint Clair Tisdall) کا رسالہ ہے۔ یہ مبشر متعدد مشرقی زبانیں اچھی طرح جانتا تھا اور مظفر الدین شاہ کے عہد میں بغرض تبلیغ مسیحیت اصفہان آیا تھا۔ مرحوم داعی الاسلام نے اُس سے مناظرہ کیا تھا۔ ینا بیع الاسلام اسلام کی حقانیت کے خلاف غلط بیانیوں کا مجموعہ ہے۔ ٹسڈل نے تورات و انجیل کو قرآنی قصوں کا ماخذ قرار دیا ہے اور ان میں میں یخ نکالی ہے۔ یہ کتاب بزبان فارسی خط نسخ میں شائع ہوئی ہے۔ چھ سال بعد اس کا انگریزی ترجمہ The Original Sources of the Coran (۱۹۰۵ء) کے نام سے طبع ہوا۔

شیخ حسین بن عبد العلی تبریزی معروف بہ تو توغنی نے "ینا بیع الاسلام" اور ایک دوسری کتاب "میزان الحق" کے جواب میں ایک کتاب "ازالتہ الوسوس والادھام" لکھی۔ شیخ حسین کی کتاب فارسی میں ہے اور ۱۳۵۱ھ میں تبریز سے چھپی ہے۔ شیخ احمد طاہرودی نے بھی ایک کتاب "ازالتہ اللوہام فی جواب ینا بیع الاسلام" کے نام سے لکھی جو ۱۳۴۴ھ میں طبع ہوئی۔

۱۸۔ میزان الحق — فاندٹر (Pfander) نامی مصنف نے اسلام کی تردید میں لکھی ہے جو ۱۸۳۳ء اور ۱۸۵۰ء کے درمیان مسیحی مذہب کی تائید میں لکھی گئی دو کتابوں "ظہیق الحیاء" اور "مشتاق الاسرار" کے ساتھ ایک بار کلکتہ سے شائع ہوئی اور دوسری بار ۱۸۲۶ء میں نبط نسخ لندن سے چھپی۔

۱۹۔ کیمبرج یونیورسٹی میں عربی کے استاد ایس۔ لی (S. Lee) نے مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان مناظروں اور مباحثوں پر مبنی رسائل کا انگریزی ترجمہ Controversial Tracts on Christianity and Mohammadanism کے نام سے [۱۹۲۳ء میں] چھاپا تھا۔ اکثر کتابیں جن کا ترجمہ اس مجموعے میں شامل ہے، اشاعت کے لیے ان کے اصل متن کی کتابت خود پروفیسر "لی" نے اپنے ہاتھ سے کی تھی، جس کا خطی نسخہ آج بھی کیمبرج یونیورسٹی کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ اس کتاب کے محتویات درج ذیل ہیں۔

— رسالہ میرزا ابراہیم در تردید ہنری مارٹن

— میرزا ابراہیم کے جواب میں ہنری مارٹن کا تیسرا رسالہ

ہزری مارٹن کا رسالہ اول اور رسالہ دوم دین محمدی کی تردید میں ہیں جن کا علماء اسلام نے رد لکھا ہے۔

۲۰۔ مقالہ فی الاسلام (عربی) — انگریز مؤلف "جر جس سال" (م ۳۶ء ۶۱) کی تالیف ہے۔ اسلام کی حقانیت کے خلاف مغالطوں اور غلط بیانیوں کا مجموعہ ہے۔ اصل کتاب انگریزی میں تھی اور کس شخص نے "پاشم" کے نام سے عربی میں ترجمہ کیا ہے۔ گمان ہوتا ہے کہ مترجم کا نام اصلی نہیں۔ عربی ترجمہ مصر میں "جمعیتہ الہدایتہ" کی طرف شائع ہوا۔ اس کا بارہا رد کیا گیا ہے۔ ان میں سے "بیان الحق" اور "کتاب الہدیٰ الی دین المصطفیٰ" قابل ذکر ہیں۔ بیان الحق (تالیف میرزا صادق فخر الاسلام) تہران سے چھپی ہے اور "کتاب الہدیٰ الی دین المصطفیٰ" (تالیف شیخ محمد جواد بلاغی) ۱۳۳۰ھ میں لکھی گئی اور ۱۳۳۱ھ میں صدا سے اشاعت پذیر ہوئی۔

۲۱۔ بُت پرستی و مسیحیت کوئی (فارسی) — محمد طاہر بیرونی کی تالیف "الوثنیہ والنصرانیہ" کا فارسی ترجمہ ہے۔ مترجم حاج میرزا رضا شریعت مدار دامغانی (م ۱۳۲۶ھ) ہیں جنہوں نے متعدد اول تورات اور انجیل کی ماہیت کے بارے میں اس ترجمہ پر مقدمہ لکھا ہے۔ فارسی ترجمہ ۱۳۰۴ھ میں تہران سے طبع ہوا ہے۔

۲۲۔ مقالہ رد بر مسیحی (فارسی) — سید حسین عرب باغی رضانیہ کی تحریر ہے۔ یہ مقالہ ایک مسیحی کے رد میں ہے جس نے آیتہ الکرسی سے یہ استدلال کیا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام امتوں کے شفیع ہیں۔ تبریز سے ۱۳۳۵ھ میں شائع ہوا۔

۲۳۔ لسان المسلمین (فارسی) — اس رسالے میں متعدد اول توراہ اور انجیل کی آیات سے خود ان کی سبکی پر استدلال کیا گیا ہے، اور ان کی تحریف اور بطلان ثابت کیا گیا ہے۔ اس کے مؤلف شیخ عبدالحمین شرع الاسلام معاصر عالم ہیں۔ "لسان المسلمین" اصفران سے چند بار شائع ہو چکی ہے۔

انجیل بر ناباس

مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان مباحثوں کے ذریعے سامنے آنے والے بیانات کی نسبت سے انجیل بر ناباس کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے، زیر نظر مقالے کے تحت اس کا ذکر کر دینا فائدے سے خالی نہ ہوگا۔ اس انجیل کی حقیقت اور صحت کے بارے میں مسلم متکلمین اور مسیحی اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔ مسیحی اس کتاب کو کلی طور پر جعلی قرار دیتے ہیں جب کہ علماء اسلام کی ایک جماعت اسے اصلی انجیل شمار کرتی ہے۔ بالعرض یہ انجیل اصلی نہیں تو بھی اس کا ذکر کرنا اس لیے ضروری نظر آتا ہے کہ اس کے بعض مطالب و مندرجات مسیحیوں کے رواجِ حدیثہ عقائد کی تردید کرتے ہیں۔

سترہویں اور اٹھارہویں صدی عیسوی میں اطالوی اور ہسپانوی زبانوں میں انجیل برنا باس کے چند نسخے سامنے آئے، لیکن یورپی مسیحی اہل علم نے اس انجیل کے بارے میں شک ظاہر کیا اور بحیثیت مجموعی انجیل برنا باس کی اصلیت سے انکار کر دیا۔ بعض نے کہا کہ برنا باس نے کوئی انجیل نہیں لکھی، اور بعض نے کہا کہ یہ انجیل جعلی ہے اور عربی سے اطالوی اور ہسپانوی زبانوں میں آئی ہے۔ کچھ دوسرے مسیحی اہل علم نے کہا کہ کسی ایسے شخص نے دانتے کے زمانے میں اس کا اطالوی ترجمہ کیا جو تورات اور عہد نامہ عتیق کی کتابوں کو ہاتھ آتا تھا اور شاید یہ بھی کہ وہ کوئی مرتد مسیحی یعنی نو مسلم تھا۔ بعض اہل علم اس بات کی تائید میں مستشرقین کی روایات مانتے ہیں کہ یہ انجیل مسلمانوں کی جعل سازی ہے۔ مستشرقین کی رائے میں مسلمانوں کے پاس عربی زبان میں برنا باس سے منسوب انجیل تھی اور جو کچھ حضرت محمد (ﷺ) نے حضرت عیسیٰ کے متعلق کہا ہے، اس سے مطابقت رکھتا ہے۔ جن لوگوں نے یہ قول تسلیم نہیں کیا، اُن کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کی کتابوں میں، چاہے قدیم ہوں یا جدید، عربی انجیل برنا باس کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے، تاہم جو اس انجیل کو اصلاً عربی قرار دیتے ہیں، انہیں اس امر میں کوئی شک نہیں کہ اس کا لکھنے والا گھڑنے والا کوئی مسیحی یا یہودی تھا جو عہد نامہ جدید، عہد نامہ عتیق اور تلمود وغیرہ سے خوب واقف تھا۔

اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ مسیحی مورخین کی شہادت کے بموجب حضرت عیسیٰ ﷺ کے ظہور کی ابتدائی صدیوں میں لوگوں میں بہت سی اناجیل متداول رہی ہیں۔ بعد ازاں اہل کلیسیاء مجبور ہو گئے کہ اُن کا انکار کریں، چار انجیلوں کو اصلی جانیں اور باقی کو جعلی اور مردود شمار کریں۔ اگر رد کی ہوئی یہ ساری انجیلیں باقی رہ جائیں تو مسیحیت کی تاریخ زیادہ روشن ہوتی اور شاید متعصب لوگوں کی تاویلات اور منکرین کے اشکالات سامنے نہ آتے۔ ریمان اور اشتر اوس جیسے لوگ حضرت عیسیٰ ﷺ کے وجود یا اُن کے حالات کی تردید کرنے کا شکار نہ ہوتے۔ یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ برنا باس حضرت عیسیٰ ﷺ کے ساتھیوں میں سے تھا اور سینٹ پال سے اُس کی ملاقات تھی۔ یہ کہ برنا باس نے کوئی انجیل بھی لکھی تھی؟ ایک سوال ہے۔

برنا باس کی انجیل کا قدیم ترین ذکر اُس منشور میں ہے جو پوپ گلاسیوس (اواخر پانچویں صدی عیسوی) نے لکھا تھا۔ اس منشور میں مسیحیوں کے لیے بعض کتابوں کا پڑھنا حرام قرار دیا گیا تھا۔ منشور کتابوں میں سے ایک انجیل برنا باس ہے۔ یہ منشور اسلام اور پینمبر اسلام کے ظہور سے پہلے لکھا گیا ہے، مگر یورپ کے مسیحی اہل علم اس منشور کی صحت کے بارے میں شک کرتے ہیں اور اسے بھی جعلی شمار کرتے ہیں۔ بہت سے مطالب جو انجیل برنا باس کی صحت و اصلیت کے بارے میں شک کا سبب بنتے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں بطور بشارت حضرت محمد ﷺ کا نام حضرت عیسیٰ ﷺ کی زبان سے ادا ہوا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بشارتوں میں آنے والے کے نام کی تصریح نہیں ہوتی بلکہ بشارت اشارہ و کنا یہ میں ہوتی ہے۔ مسیحی اہل علم کو اس انجیل کے حقیقی ہونے میں اس لیے بھی شک

ہے کہ اس کتاب کے قدیم اطالوی نسخے، جو صرف ایک ہی ہے، کے حواشی پر عربی عبارتیں اور کلمات ہیں۔ ان عربی کلمات و عبارات سے واضح ہے کہ شاید مسلمانوں اور عربوں نے اسے لکھا ہو گا۔ ان ٹکڑوں کے جواب میں مسلمانوں کا کہنا ہے کہ بشارت میں نام کی تصریح شاید غرابت سے خالی نہیں، لیکن یہ کلیتاً بے سبب نہیں اور نہ بعید از قیاس ہے کہ اطالوی مترجم (جس نے یونانی سے ترجمہ کیا ہے) نے فارقلیط جیسے لفظ کا ترجمہ محمد کر دیا ہو (کیوں کہ اطالوی مترجم یقیناً ظہور اسلام کے بعد کے دور کا ہے) جہاں تک اطالوی نسخے کے حواشی پر عربی کلمات و عبارات کے وجود کا تعلق ہے، یہ کتاب کے جعلی ہونے یا عربی ہونے کی ہرگز دلیل نہیں۔ کیوں کہ یہ ممکن ہے کہ کسی مسیحی نے جو عربی جانتا تھا، نسخے پر حواشی لکھ دیے ہوں۔

برناباس حضرت عیسیٰ کے حواریوں میں سے ایک تھے اور سینٹ پال پر برتری رکھتے تھے، اور جیسا کہ مسیحی روایات سے واضح ہوتا ہے، انہوں نے انجیل بھی مرتب کی تھی۔ انجیل برناباس کے موجود نسخے کے بعض مضامین قرآن سے شہادت و قرابت رکھتے ہیں۔ مسلمان اس لیے اسے مستند سمجھتے ہیں کہ حضرت محمد کی نبوت کے اثبات میں مسیحیوں کے خلاف ہے۔ کلیسیاء نے اسے اپوکریفا فی مواد سمجھا ہے اور مسیحی اہل علم نے وہی اور فرضی بنیادوں پر اس کے رد لکھے ہیں اور اسے غیر معتبر سمجھا ہے۔

ڈاکٹر ظلیل بے سعادت نے اس کا عربی ترجمہ کیا اور سید محمد رشید رضا مدرّجہ "المنار" کے مقدمے کے ساتھ ۱۳۲۵ھ میں چھاپا۔ سید محمد رشید رضا نے مقدمے میں اس انجیل کے منکرین کی تردید کی ہے اور برناباس حواری کی طرف اس کے انتساب کو درست قرار دیا ہے۔ معاصر علماء میں سے مرحوم سردار حیدرقلی خان بن نور محمد خان قرلباش کا بلی مقیم کرمان شاہ نے اس کا فارسی ترجمہ کیا ہے، جو ۱۳۵۰ھ میں کرمان شاہ سے لیتھو پرنٹ چھپا ہے۔

انجیل برناباس کے عربی ترجمے کی اشاعت کے بعد مسیحی اہل علم کا ایک گروہ از سر نو اس کی تردید کرنے اور اسے جعلی ثابت کرنے میں لگ گیا۔ ان [مخالفاً نہ کتابوں میں سے ایک "شرح انجیل برناباس" موجود ہے جو ۱۹۲۸ء میں مصر میں چھپی اور کسی نے اسے "ع ب ر" کے نام سے فارسی میں مستقل کیا ہے۔ اس کتاب میں انجیل برناباس کی عدم صحت کے لیے تاویلات اور اندازوں سے کام لیا گیا ہے۔

انجیل برناباس جس کی حواری برناباس کی طرف نسبت میں اختلاف ہے، کے علاوہ ایک اور کتاب "رسالہ برناباس" ہے اور کلنٹ اسکندرانی نے اسے برناباس کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس میں یہود پر اعتراض کیا گیا ہے، بالخصوص ان میں جان دار کی قربانی، حقنہ اور ہیبل کی تعلیم جیسی جاری رسوم پر گرفت ہے۔ رسالے کے ضمن میں تاکید کی گئی ہے کہ قوم (یہود) نے احکام کے حقیقی معنی کا ادراک نہیں کیا اور لوگوں نے ظاہری مضمون لیا ہے۔ اس کے باوجود کہ اس رسالے کی قدامت کے داخلی شواہد ہیں، برناباس کی جانب اس کی نسبت کی بھی تردید کی گئی ہے۔ اس رسالے کا تعلق برناباس

کے عہد سے ہونا قابل تائید ہے۔
 کلیسیا کی تاریخ میں بظاہر خود برنا باس کو فلسطین سے باہر مسیحیت کے پیشرو مبلغ کی حیثیت سے
 شمار کیا گیا ہے۔ لوقاؤن کی عظمت کے بارے میں کہتا ہے کہ "وہ نیک مرد اور روح القدس اور ایران سے
 معمور" تھا۔ (رسولوں کے اعمال ۱۱:۲۳)۔ وہ قبرص کے یسود اور خاندان لادی میں سے تھا۔ حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے اُسے برنا باس (= ابن بشارت؟) کا نام دیا تھا۔ وہی تھا جس نے سینٹ پال
 کے مسیحیت کی جانب مائل ہونے پر اُس کا تعارف حواریان مسیح سے کرایا تھا۔ (رسولوں کے اعمال
 ۹:۳۷)، اس کے باوجود وہ بعد میں اُس سے دُور ہو گیا۔ (رسولوں کے اعمال ۱۵:۳۹) تبلیغ مسیحیت میں
 اُس کا کردار نمایاں ہے اور اس حیثیت سے اُسے سینٹ پال کا ردیف و شریک کار سمجھا جاتا ہے اور
 تر تولین "عبرانیوں کے نام خط" کو اُس کی جانب منسوب کرتا ہے "۱۳"۔

حواشی

۱- رسالہ رد بر نصاریٰ، ص ۷

۲- ایضاً، ص ۷

۳- ایضاً، ص ۱۵

۴- ایضاً، ص ۱۵

۵- ایضاً، ص ۱۶

۶- ایضاً، ص ۳۲

۷- ایضاً، ص ۳۳

۸- ایضاً، ص ۳۵

۹- ایضاً، ص ۳۶

10. Rieu, Charles, Catalogue of the Persian Mss. in the British Museum London (1879), Vol.1, p.9. Blochet, E., Catalogue Des Manuscrits Persans de la Biblio the eque Nationale, Paris (1905), p. 345.

11. Rieu, Charles, op. cit.

12. Browne, E.G., A Catalogue of the Persian Mss. in the Library of the University of Cambridge, London (1896), pp. 7-10

13. Op. cit., pp. 10-11

۱۳- برنا باس کے مزید حالات کے لیے دیکھیے:

V.M. Ahren., "Barnabas St"., in New Catholic Encyclopaedia, Vol. I, pp. 102-103.